اُم الخبائث!

بشارت بشیر

وادی کشمیر کے بارے میں یہ حد درجہ تشویش ناک اطلاعات گشت کر رہی ہیں کہ یہاں شامت اعمال سے شراب نوشی اور شراب فروشی کا گراف بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ام الخبائث کے بارے میں یہ منحوس خبریں ہمیں کیا کیا چیتاؤنیاں دے رہی ہیں، کوئی حساس دل، بااخلاق اور شائستہ ذہن ہی اُس فہم وکا ادراک کر سکتا ہے۔اس بارے میں دستیاب اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ گذشتہ برس شراب کی 15،لاکھ 33،ہزار شراب کی بوتلیں فروخت ہو چکی ہیں۔رپورٹ کے مطابق گذشتہ برسوں کے مقابلے میں شراب نوشی میں 30،فی صد کا اِضافہ ریکارڈ درج کیا گیا ہے۔حیران کن امر یہ ہے کہ لداخ میں شراب نوشی کے گناہِ کبیر میں واضح طور کمی نظر آرہی ہے جو واقعی ایک خوش آئندہ امر ہے جب کہ وادی میں حالت اس کے برعکس ہے۔مقامی ماہرین نفسیات بتاتے ہیں کہ اس کریہہ الصورت نشہ بازی میں بہت سارے بچوں اور زیادہ تعداد میں نوجوان ملوث ہیں۔رونگٹھے کھڑے کرنے والا یہ امر بھی ہے کہ چند ایک خواتین بھی خباثت کے اس طوفانِ بلاخیز میں ڈبکیاں مار رہی ہیں۔گو دنیا کا کوئی فلسفۂ اخلاق مے نوشی کی اجازت نہیں دیتا لیکن ہم جس دینِ خدواندی سے منسوب ہیں،اُس نے مے نوشی کو ''ام الخبائث'' یعنی گناہوں کی ماں کہہ کر اس کے مضرات ونقصانات کو واضح کیا ہے،اس دین کی حیاتِ آفرین تعلیمات میں ہر کسی نشہ بازی سے اہل ایمان کو روکا گیا ہے،خاص کر کسی مسلمان کے قدم اس جانب لڑھک ہی نہیں سکتے کیونکہ یہ عملِ شیطان ہے اور شیطان کی جانب ایک قدم بڑھانا بھی انسان کے لئے ہمیشہ ہلاکت خیز ہوتا ہے۔ قرآن نے واضح انداز میں کہا کہ ''اے ایمان والو! شراب،جوا،بت اور فال نکالنے والے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی عمل ہیں ا ن سے بچو۔

عصر حاضر کے مشہور عیسائی مفکر اور سرجن ڈاکٹر موریس بوکائے جو قرآن، بائبل اور جدید سائنس کا سیر حاصل مطالعہ کر چکا ہے،وہ صاف لکھتا ہے کہ ''قرآن میں ایک بھی بیان ایسا نہیں جو مستحکم بنیادوں پر قائم شدہ جدید معلومات سے عدم مطابقت رکھتا ہو،اس مقدس کتاب اور جدید سائنس میں مکمل ہم آہنگی ہے۔اس آفت جاں لیوا کی کتنی ہلاکت خیزیوں کو بیان کیجئے،ایک لمبی داستان سامنے آئے گی۔میڈیکل سائنس نے اس حوالے سے جو گفتگوئیں کی ہیں اُن کا ماحصل یہی ہے کہ شراب نوشی فرد کی زندگی،انسانی سماج اور

صحت عامہ اور کارگاہِ معیشت کی تباہی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ سائنسی تجزیئے اور تجربے بتاتے ہیں کہ شراب براہِ راست انسان کے مرکزی اعصابی نظام پر اثر انداز ہوتی ہے، غنودگی، سر چکرانا، آنکھوں کی دُھندلاہٹ، زبان میں ہکلاہٹ، چال میں لڑکھڑاہٹ، حواس کی معطلی، غل غپاڑہ، شور شرابہ، گالم گلوچ بے ہوشی، دشنام طرازی، بے حیائی، جھگڑالوپن، وغیرہ یہ ہیں وہ قباحتیں اور خباثتیں جو شراب نوشی کے مرتکب انسان کی شخصیت میں جمع ہو کر اسے بدمستی اور بدحواسی کے سپرد کر دیتی ہیں اور یہی ہیں وہ منفی اور ناپسندیدہ اثرات جو مے نوش کے روح و بدن اور چال چلن پر پر مرتسم ہوتے ہیں ۔

اعصابی نظام کی ابتری کے ساتھ ساتھ میڈیکل سائنس نے واضح طور بتایا ہے کہ اِس لت کے شکار کے لوگ اکثر کینسر، فالج، بلڈ پریشر اور دل کے امراض میں تیزی سے مبتلا ہوتے ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ عالمی تجزیئے یہ بھی بتاتے ہیں کہ دنیا میں 30 فیصد ٹریفک 44؍ فیصد جلنے، 33؍ فیصد ڈوبنے، 14؍ فیصد بچوں سے زیادتی اور تشدد کرنے، 2؍ فیصد خودکشی کا ارتکاب کرنے اور 10؍ فیصد صنعتی حادثات شراب نوشی کے زیر اثر وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ W.H.O کی 2012ء کی تحقیقاتی رپورٹوں کے مطابق دنیا میں ہر سال 25 لاکھ افراد کی ہلاکتیں جو کل اموات کا چار فیصد حصہ ہے، شراب نوشی کی وجہ سے ہو جاتی ہیں۔ جدید تحقیق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ 15؍ سے 29؍ سال کی عمر میں مرنے والا ہر 11؍ میں سے ایک شراب کی لعنت کا شکار ہوتا ہے۔ یہ اس آفت روح و بدن اور پروانۂ موتِ اخلاق و عمل کی مضرت رسانیاں ہی ہیں کہ اسلام نے اس سے جڑے ہر شخص کو اللہ کی لعنت کا حقدار بتایا ہے۔ اشاد نبویؐ ہے ”کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب کے پینے والے پر پلانے والے پر فروخت کرنے والے پر خریدنے والے پر، کشید کرنے والے پر، جس کے لئے کشید کی کی جائے اُس پر، اُس کے اُٹھانے والے پر، جس کی طرف لی جائے اُس پر، اسے کسی کو تحفہ کے طور دینے والے پر، اور اِس کی کمائی کھانے والے پر____ اندازہ کیجئے کہ کس قدر مہلک گناہ ہے شراب کی بیماری جو ایک انسان کو ملعون ٹھہراتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس انسان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت و ملامت ہو، اُس کے پاس خیر کا کتنا بھی ذخیرہ ہو، ثوابوں کا کتنا بھی خزانہ ہو، وہ سب اللہ کی لعنت سے اُس کے حق میں اکارت جائے گا؟ تاریخ اس بات کی شاہد عادِل ہے کہ جب قرآن نے کلی طور شراب کی حُرمت کا اعلان کر دیا تو جو معاشرہ قرآنی تعلیمات کی اساس پر ہی نبی دوعالم ﷺ نے تشکیل دیا تھا، ندائے رُبانی سنتے ہی اسی وقت اپنے ونٹوں سے لگے جام و سبو کو توڑ گئے، اطاعتِ خداوندی، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور سمع وطاعت کا یہ عجب نظارہ اُس وقت چشم فلک نے کر دیا

جب انہوں نے بیک آواز کہا: انتہینا یعنی ہم باز آئے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی بادہ و ساغر سے توبہ کرلی اور یوں دنیا نے مدینہ کے بھرے بازاروں اور گلیوں میں شراب کے مٹکوں کو اُلٹتے اور ٹُوٹتے ہوئے دیکھ لیا۔

حیف صد حیف ______ !!!! ہم اسی دین مبین کے ساتھ وابستہ ہیں، مسلم اکثریتی خطے میں بود و باش رکھتے ہیں اور ہمارے بھائی بند بھی اس بلا میں گرفتار ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ہمارے ضمیر بھی جام و سبو کا نام سنتے ہی نفرت سے لرز جاتے مگر افسوس کہ اس کے برعکس برقِ ناگہاں جیسی یہ خبریں ہمارے گوشِ سماعت سے ٹکراتی ہیں کہ ہمارے بعض نوجوانوں اور سن رسیدہ لوگ بھی مٹھی بھر ہی سہی، اس لعنت میں گرفتار ہے، جب کہ حکام بھی ''سرکاری آمدنی'' بڑھانے کے نام پر یا ''سیاحت کو فروغ'' دینے کے بہانے آزادی کے ساتھ اس کا حصول نشہ بازوں کے لئے ممکن بنا رہے ہیں۔ سرکاروں کا کام تو ہوتا یہ ہے کہ وہ عوام کے اخلاق و کردار کو سنوارنے کے لئے ہر نوع کے اقدام اُٹھائیں، بہتر سماج کی تعمیر کے لئے ہر اقدام کریں، معاشرتی تطہیر کے ہر پہلو کو زیر نظر رکھیں، لیکن اس مادہ پرست دنیا اور اس کے ناعاقبت اندیش حکمرانوں کی سوچ کا کیا کیجئے کہ حرصِ مال و زر اس قدر غالب ہے کہ مے فروشی سے حاصل ہونی والی آمدنی کے چھن جانے کے خوف سے اس پر پابندی عائد کرنے والوں کے مطالبے کی اَن سنی بھی کرتے ہیں اور بزبانِ حال و قال کہتے ہیں نشہ بندی چاہنے والو! تم لاکھ سر پیٹو، جگر کو روؤ، آسمان سر پر اُٹھاو، احتجاج کرو، ہم اپنی سوچ قطعاً بدلنے کو تیار نہیں۔ ان کا سوال یہ وہتا ہے کہ اگر بالفرض محال مے نوشی و مے فروشی پر پابندی عائد کی جاتی ہے تو خزانۂ عامرہ کے سوکھے کا کیا ہوگا؟ لمحۂ فکر یہ تو ہے کہ ان حکمرانوں کا بڑا حصہ مسلمانوں یعنی اسلام کے نام لیواؤں پر ہی مشتمل ہے، اور ان کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ اچھے خاندانوں کے چشم و چراغ ہیں لیکن اسلام اُن کے حلق سے کس قدر نیچے اُترتا ہے، اُن کے پاس شراب فروشی کی جوازیت بتا رہی ہے کہ ان کی اخلاق باختگی کا حال کیا ہے۔ ویسے بھی یہ اُن کے بس کی بات نہیں بلکہ اس سے قبل بھی جو لیڈر لوگ مسند اقتدار پر براجمان ہوئے، جنہوں نے ایک مدت تک عوامی تحریکوں کی قیادت بھی کی، اسٹیجوں پر قرآن خوانیاں بھی کیں، مسلم اداروں کے مالک و مختار بھی ہوئے، اُن کا فتویٰ بھی یہی تھا کہ ٹورسٹ اسٹیٹ ہونے کے ناطے شراب خزانہ عامرہ کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ بانہوں نے اپنے موقع پر کھلے عام اس حرام کو ''حلال'' بنانے کے کھیل میں جبہ و دستار کو بھی استعمال کیا۔ اس کے مقابلے میں ہندوستان کی کئی ریاستوں میں مکمل نشہ بندی لاگو ہے اور دو ایک سال قبل ریاست بہار میں ایک غیر مسلم حاکم نتیش کمار نے کسی خوف اور اندیشہ میں پڑے بغیر بیک جنبشِ قلم اِس لعنت کے خاتمہ کا اعلان کر کے دنیا پر یہ باور کرایا کہ اس بیماری نے میرے عوام کی اخلاقی اور روحانی جڑوں کو کھوکھلا

کر کے رکھ دیا ہے، میں اس کے قلع قمع کا بندوبست کئے دیتا ہوں چاہے سرکاری خزانے کا مالی اعتبار سے خسارہ بھی ہو۔ پہلے تو اس اقدام کو دنیا نے دیوانے کا خواب قرار دیا لیکن جب انہوں نے عملی طور ایسا کر دکھادیا، تو مزید کئی ریاستیں اچھائی کی اس راہ پر جانے کا ارادہ رکھتی ہیں، بلکہ عوامی مطالبہ بھی بڑھ رہا ہے کہ اُم الخبائث کو سماج میں جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے مگر ہماری ریاست میں کیا ہوتا ہے۔۔۔

واحسرتا! __________

ہمارے حکمران یہ کہہ کر کہ یہ سیاحتی ریاست ہے، یہاں ایسا ممکن نہیں، اصل میں پیغام یہ دیتے ہیں کہ نہ ان کو عوامی مفاد پیارا ہے، نہ دین واخلاق سے کوئی لینا دینا ہے۔ ان کا تو منتہائے مقصود بس حصولِ زر ہے، اس لئے ایسا کرتے ہوئے چاہے مذہبی تعلیمات کا مضحکہ اڑ جائے، سماج کا اخلاقی زوال بڑھتا جائے، روحانی دیواریں ڈھتی جائیں، گھروں کے گھر اُجڑتے جائیں، حیاو شرم کا جنازہ نکلتا جائے، انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں، حتیٰ کہ شراب نوشی کے زیر اثر مہلک امراض گھروں اور خاندانوں کا آرام و چین لوٹ لیں، یہ آفت وبلا جواں مرگیوں کا سبب بنتی پھرے، ان زر پرست حکمرانوں کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ________ اس سارے معاملے کا زیادہ تشویش ناک پہلو یہ ہے کہ نئی نسل کا ایک بڑا حصہ مختلف اسباب کے تحت نشہ بازی کی جانب سرعت سے بڑھ رہی ہے یا جان بوجھ کر بڑھائی جا رہی ہے۔ ایسے میں کون ہے جو اصلاح احوال کے تعلق سے اپنی ذمہ داریوں سے دامن جھاڑ سکتا ہے، علماء، خطباء، فضلاء، مدارس سبھوں کو اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کے لئے آگے آنا ہوگا۔ ہمارے بہت سارے قلم کاروں اور تجزیہ کاروں کی تان جرائم، اخلاق سوزیوں اور دیگر برائیوں پر قلم اٹھاتے ہوئے صرف اس بات پر توڑتی ہے کہ علمائے اس حوالے سے ذمہ داریاں نبھائیں، وہ اس بات سے شاید چشم پوشی کرتے ہیں کہ علماء و مبلغین کا ایک بڑا حصہ ان برائیوں کے انسداد کے لئے خطابات اور دروس میں متوجہ ہوتے رہتے ہیں لیکن اصلاح کا سارا کام اُن پر ہی ڈال کر سماج خود غفلت کی چادر تانے سو نہیں سکتا۔ ملتِ و معاشرے کے ہر فرد کو اس بارہ میں ضرور چوکنا رہنا ہوگا، گھر کی چار دیواری کے اندر تربیت گاہ اگر اس تعلق سے لب بستہ رہے تو باہر کی کوئی اصلاح کا آمد ثابت نہیں ہوسکتی۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنی اولاد کی ہر حرکت پر نگاہ رکھیں اُس کے شب و روز کو جانچیں، اس کے اخلاق و کردار سے باخبر رہیں، بچے کے نکلنے اور واپس گھر آنے کے انداز و اطوار کو پرکھیں، نماز و روزہ سے اس کا کتنا تعلق ہے اور وہ خود اپنے گھروں میں عبادات کا کتنا اہتمام کرتے ہیں، یہ بھی دیکھ لیں تربیت کے اخلاقی اور اسلامی آداب کا خاص خیال رکھیں۔ تربیت اولاد والدین کے ذمہ بھی ہے اور اس نسل کی تہذیبِ نفس کی ذمہ داری بہت حد تک اساتذہ کے ذمہ بھی آتی ہے، کام نازک بھی ہے اور ذمہ

دارانہ بھی ہے اور یوں سمجھ لیجئے شیشہ گری کا فن ہے۔ نئی نسل کے اخلاق و کردار کے بناؤ یا بگاڑ کے اصل ذمہ داروں کی حیثیت سے نگاہ ہمیشہ سب سے پہلے اُن پر ہی جائے گی۔ بہر حال شراب نوشی کا یہ عمل کئی ہوٹلوں میں بھی مبینہ طور جاری بتایا جاتا ہے اور کوچہ و بازار یں بھی! ظاہر ہے کہ ان ہوٹلوں کے مالکان بھی زیادہ تر ماشاء اللہ مسلمان ہی ہیں۔ وہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اِس گندی آمدنی کے بغیر اُن کے گھر کی گاڑی چل نہیں سکتی، تو بہت دھوکے میں ہیں،۔ انہیں غور کرنا چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو کیا کھلا پلا رہے ہیں، کیا پہنا رہے ہیں اس حرام شئے کی حرام کمائی سے؟ حرام شئے سے پلنا والا جسم یہاں کتنا بھی پھلے پھولے، تن و توش کس قدر مضبوط بنے لیکن انجام کار دوزخ کی بھیانک اور دھکتی آگ میں جلنا جھلسنا! اس سے بڑھ کر اور حرماں نصیبی اور کیا کسی مسلمان کے لئے ہو سکتی ہے؟ مجھے معاف فرمائیں بزعم خویش ایسے لوگ خیراتیں کریں، مدارس کی امداد میں آگے آئیں، صدقات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، سب اکارت سارا بے کار۔ یہ خواہ کتنے بھی مردہ ضمیر ہوں، آواز تو کسی نہ کسی خانے سے انہیں آتی ہی ہوگی کہ مال ناپاک ہے، دولت گندی ہے اور پیسہ حرام کا ہے، اس لئے نجات بھی توبہ و اجتناب کے بغیر قطعی ممکن نہیں______ اس لئے عرضداشت ہے کہ اس سے پہلے کہ موت کا آہنی پنجہ پکڑے اس غلیظ و ذلیل کاروبار سے خود کو نکالئے اور حلال کمانے کی خُو ڈالئے، آمدنی کم بھی ہو مگر برکات کا نزول لازماً ہوگا_________ آج کشمیری ملت و معاشرہ کا ہر باضمیر فرد شراب نوشی کی شامت کے خلاف سراپا احتجاج ہے، تو یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اس کا یہاں لانے والا پہنچانے والا، دینے والا، کوئی اور نہیں بلکہ "لاالہ الااللہ" کا وارث ہے جس کے ذمہ بدیوں اور برائیوں کے خلاف نبرد آزما ہونا فرض عین ہے، جسے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا مکلف بنایا گیا ہے، اگر وہی اس عمل شیطان میں ملوث ہو اور اس خباثت کا پر موثر ہو تو یہ قلم خون کے آنسو روتے روتے ان سے مخاطب ہے: کچھ تو اپنی عاقبت کی فکر کرو، کچھ تو قبر کا خیال کرو، کچھ تو شرم و حیا کرو، کچھ تو خدا کے قہر سے ڈرو، اپنی مسلمانیت پر رحم تو کھاؤ۔ آج بلکہ ابھی سے اس ناپاک دھندے کو ترک کر کے اپنے آپ کو آنے والے آسمانی و زمینی مصائب سے بچاؤ!!!